اہل کشمیر کا نظریہ یہ ہے کہ اگر واقعی اس نے دستخط کئے ہوں تو کیا وہ فرد واحد علاقے کی غالب ترین اکثریت کو یرغمال بنانے کا اخلاقی یا قانونی جواز رکھتا ہے ؟!

27-10-1947 بھارتی فوجیں کشمیر میں داخل ہوئیں، ہری سنگھ کے ایماء پر اور شیخ عبداللہ کے تعاون سے سیکولرازم کے دعویداروں نے اسلام دشمنی کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

27-10-47 گلگت کے مقامی حریت پسندوں نے کیپٹن حسن خان کی قیادت میں جنگ آزادی کا اعلان کیا۔ اس وقت کشمیر چار حصوں میں منقسم تھا (۱) صوبہ جموں (۲) صوبہ کشمیر (۳) سرحدی ضلع لداخ، کرگل اور بلتستان (۴) سرحدی ضلع گلگت

16-11-1947 مقامی حریت پسندوں نے کشمیر کے مسلمان افسروں کے تعاون سے مسلح کارروائی کر کے ڈوگرہ حکومت کے گورنر گھنسارا سنگھ کو گرفتار کیا اور گلگت کو آزادی دلا کر پاکستان سے الحاق کیا۔

(جاری ہے)

نوٹ: اس مضمون کی پہلی قسط میں حشمت اللہ کے ''تاریخ جموں'' کا خلاصہ تھا۔
دوسری قسط میں معاصر رسائل وجرائد سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

قسط ثانی:

اسلام اور سائنس

موسیٰ کلیم
اسلامک ماڈل سکول بلغار

1۔ قرآن زمین کی گردش کو ظاہر کرتا ہے :۔

﴿وتری الجبال تحسبها جامدة وهی تمر مرالسحاب صنع الله الذی اتقن کل شئ انه خبیر بما تفعلون o﴾ (النمل ۸۸) ترجمہ :۔ تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو اور سمجھتے ہو کہ یہ جمے ہوئے ہیں لیکن یہ بھی بادلوں کی طرح گزرتے ہیں۔ یہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے جس نے ہر چیز کو حکمت سے استوار کیا ہے۔ بیشک وہ خوب جانتا ہے جو تم کیا کرتے ہو۔

یہ آیت مبارکہ مندرجہ ذیل سائنسی حقائق اور فلکیاتی نکات کی نشاندہی کرتی ہے : ☆

۱۔ پہاڑ اگرچہ جامد نظر آتے ہیں لیکن وہ حرکت میں ہیں۔

۲۔ پہاڑوں کی یہ حرکات اسی طرح ہیں جس طرح بادلوں کی ہوتی ہیں۔

۳۔ پہاڑوں کی حرکت کوئی تصوراتی یا مجازی بیان نہیں بلکہ یہ عین حقیقت اور اللہ عزوجل کی قدرت تخلیق اور حکمت کاملہ کا ظہور ہے۔

اس آیت مبارکہ کی سائنسی تشریحات سے دو اہم نکات کی نشاندہی ہوتی ہے۔ در حقیقت یہ وہ معجزات ہیں جو ہر کھلا ذہن اور روشن دماغ والے سائنسدان کو قرآن پاک کی حقانیت کا قائل کرا سکتے ہیں۔

(الف) اگر ہم ارضیاتی ڈھانچے کو بغور دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہ مٹی اور پتھر کی ایک تہہ ہے۔ زمین کے قطر کا اکثر حصہ پگھلتی ہوئی دھاتوں اور میگما (MAGMA) نامی چٹانوں سے بنا ہوا ہے۔ اسی طرح زمین کے اندر گرم مائع ہے

☆ ﴿ویوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السمٰوٰت ومن فی الارض الا من شاء الله وکل اتوه دٰخرین o...... من جاء بالحسنة فله خیر منها وهم من فزع یومئذ امنون o﴾ (النمل ۸۷۔۸۹) آیات کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قیامت کے دن کی ہولناکیوں کا منظر ہے۔ صرف ﴿تحسبها جامدة﴾ سے مذکورہ نظریے کی طرف اشارہ محسوس ہوتا ہے لیکن سیاق و سباق اس کی تائید نہیں کرتے۔ ﴿وهی تمر مرالسحاب﴾ میں پہاڑوں کے بکھرنے کو بادلوں سے تشبیہ دی گئی ہے جیسے کہ ﴿وتکون الجبال کالعهن المنفوش o﴾ (القارعة ۵) میں اسی کو دُھنے ہوئے اون سے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ وہاں بھی قیامت ہی کی منظر کشی ہے۔
لہٰذا مذکورہ آیت سے مضمون نگار کا زمین کی مستقل گردش کا استدلال کمزور نظر آتا ہے۔ واللہ اعلم (ادارہ التراث)

جس کے ارد گرد مختلف اقسام کی ٹھوس تہیں بھی ہیں اور آخر میں مٹی اور چٹانیں ہیں یعنی باہر کی طرف پہاڑ ہیں۔

یہ قدرت کا شاہکار ہے۔اس پر غور کرنے سے یہ بات فوراً سمجھ آتی ہے کہ زمین کا خول اپنی مضبوطی کے باوجود ایک ست حرکت کے راز کا حامل ہے۔ یہ حرکت جو تہہ کے کنارے زیادہ واضح ہوتی ہے انہیں طبقہ زمین میں رخنہ (FAULT) کہتے ہیں۔ جو آتش فشانوں اور زلزلوں کے لئے زمین کا دروازہ کھلا رکھتے ہیں۔

زمین اللہ کے حکم سے ایک مضبوط ڈھانچہ رکھتی ہے لیکن اس کا قالب (CORE) نہایت کم رفتار حرکت کا حامل ہوتا ہے جو سیال اجسام(STATIC FLUID) کے تحت ہوتا ہے ہماری زمین کا استحکام اور مضبوطی جو اپنے قالب تک مختلف اجسام کی تہوں پر مشتمل ہے اللہ تعالیٰ کے کمال تخلیق کا مظہر ہے۔

(ب) "ہاں پہاڑ بھی اس طرح بڑھتے ہیں جیسے بادل بڑھتے ہیں" جس طرح بادل فضا میں چلتے ہیں پہاڑ بھی فضائی اطراف میں بڑھتے ہیں۔ اگر آیت کریمہ کو پھر دیکھیں تو اس کے مطابق کہا گیا "تم سمجھتے ہو یہ جامد ہیں" جامد کا مطلب مادی یا جسمانی طور پر ایک ہی جگہ بغیر زندگی اور بغیر حرکت کے رہنا ہے۔ پہاڑ کیسے بادلوں کی طرح فضا میں حرکت کرتے ہیں؟ پہاڑوں کی یہ حرکت زمین کی حرکت کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے۔ درحقیقت یہ آیت کریمہ کا معجزانہ بیان ہے کہ بادل جو ہوا کے ساتھ تیزی سے حرکت کرتے ہیں۔ پہاڑ بھی بادلوں کی طرح تین جہتوں (Dimensions میں آگے بڑھتے ہیں اور یہ حرکت مضبوط توازن کے الٰہی شاہکار کا نتیجہ ہے۔

اس آیت کے پیش کردہ نکتوں کی باریکیوں کو ایک بار پھر دیکھئے جن میں پہاڑوں کے فضائی بڑھاؤ کی بات کی گئی ہے اس کی رو سے زمین کی حرکت بیان کرتی ہے کہ یہ مظہر قدرت مضبوط قانون الٰہی کا ایک حصہ ہے۔ یہ قانون قدرت کا کون سا فن ہے؟ اس سوال کے متعلق آسمانی طبیعیات (ASTRO PHYSICS) یہ کہتی ہے "کائنات میں تمام ستارے اور سیارے اپنی موجودگی کو دو متوازن قوتوں کی ہم آہنگی سے قائم رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک قوت ثقلی کشش (GRAVITATION) ہے جو اکائی کے قانون سے نتھر کر آتی ہے۔ تمام کیمت یا ڈھیر ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچ کر ایک بڑے ڈھیر میں تبدیل ہونے کے اصول کی پیروی کرتے ہیں۔ دوسری قوت جو ان کے قیام کی ضامن ہوتی ہے وہ گردش پزیر حرکت سے پیدا ہونے والی مرکز گریز قوت (CENTRIFUGAL FORCE) ہے۔ آیت کریمہ اس قانون کی طرف توجہ دلاتی ہے اور یہ اشارہ بھی کرتی ہے کہ پہاڑوں کی یہ فضائی حرکت مضبوطی کا اصول ہے۔ قرآن کے منکرین کو دیا گیا چیلنج : وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء کم من دون الله ان کنتم صٰدقین﴿o﴾ (البقرہ۔ ۲۳) "اگر تمہیں ہمارے بندے پر نازل کئے

گئے قرآن کی حقانیت میں شبہ ہو تو تم سب اپنے معبودانِ باطلہ سے بھی مل کر اس جیسی ایک سورت ہی بنا کر پیش کرو، اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو"اس کے معجزانہ فصاحت اور بلندی مقاصد کے علاوہ اسی قسم کے کمالات کے رازوں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے۔

آیت کریمہ کے دوسرے حصے کا خلاصہ یہ ہے کہ :

ا۔ گھومتی ہوئی حرکت ثقلی قوتوں کو نازک توازن میں رکھتے ہوئے اس عمل باطریق (PROCESS) میں مضبوطی پیدا کرنے میں معاون ہوتی ہے۔

۲۔ گھومتی ہوئی حرکت جو کائنات کے بنیادی قوانین میں سے ہے اللہ کے مستحکم قوانین کا شاہکار ہے۔

کتنی خوبصورتی سے آیت کا ہر لفظ سائنس کی ایک نئی حقیقت کا انکشاف کرتا ہے۔ یہ سب صدیوں قبل اس وقت بتایا گیا جب انسانوں کے ذہنوں میں عجیب وغریب خیالات ہوا کرتے تھے۔ مزید برآں یہ سب حقائق اس بہترین انداز میں بتائے گئے جس سے سادہ ذہنوں میں پیچیدگی یا کھچاؤ نہ پیدا ہو، یہی قرآن کا فن اور معجزہ ہے۔

اس آیت کے آخری حصہ میں ایک اور عظیم آسمانی سچائی کا اظہار ہے یعنی "وہ ہر چیز کو جانتا ہے جو تم کیا کرتے ہو" اللہ پاک جس نے تمام کائنات کو بنی نوع انسان کے لئے مسخر کر کے پیدا کیا۔ ہر چیز پر کائنات کے ہر مقام پر حکومت کرتا ہے۔ جیسے کمپیوٹروں کے ایک عظیم نظام کو بروئے کار لایا گیا ہو۔ یہ نظام ظاہر کرتا ہے کہ کائنات کا ہر واقعہ بغیر کسی کمی بیشی کے خود بخود درج ہو جاتا ہے اور مخلوق پر حجت کے لئے مکمل ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ ہر لمحے اس طرح سے ترتیب دیا ہوا پروگرام اللہ کی قدرت کا مظہر ہے۔ کچھ عرصہ قبل ہمیں یہ چیزیں سمجھنے میں دشواری ہوتی تھی۔ مگر نئی دریافتوں کی وجہ سے خاص طور پر الیکٹرانی ذہن اور کمپیوٹروں کے سلسلوں کی وجہ سے ہماری سمجھ کا دائرہ وسیع تر ہو گیا ہے۔

2-وضو اچھی صحت کا بہترین نسخہ :۔

﴿یا یھاالذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین وان کنتم جنبا فاطھروا ..... ولکن یرید لیطھرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون o﴾(المائدہ۔٦)

"اے ایمان والو! جب تم نماز ادا کرنے کے لئے اٹھو تو اپنے چہروں کو اور کہنیوں تک بازوؤں کو دھولو اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں دونوں ٹخنوں تک دھولو اور اگر تم جنبی ہوں تو غسل کر کے پاک صاف کر لو۔ اللہ پاک

چاہتا ہے کہ تمہیں پاک صاف کرے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے، تاکہ تم شکر گزار ہو"

قرآن پاک کے بہت سے حیرت انگیز حقائق میں سے یہاں ایک عظیم نسخے کا بیان کیا جارہا ہے۔ اس کا صحیح ادراک ہو جائے تو غیر مسلم بھی اس طہارت یا وضو کی نقل کریں گے، جس کی برکات اس کا احساس کئے بغیر ہم پچھلی چودہ صدیوں سے حاصل کر رہے ہیں۔ ماضی قریب ہی میں دنیا نے جسمانی طہارت یعنی غسل کی برکات کو پہچانا ہے۔ ایسے معاشرے جو تہذیب یافتہ کہلاتے ہیں انہوں نے بھی صرف پچھلے ستر اسی سال سے چہرے اور جسم کو دھونا شروع کیا ہے۔ ہم نے اس کے مقابلے میں اس نعمت سے صدیوں پہلے فائدہ اٹھانا سیکھ لیا تھا۔ اس سلسلے میں ماہرین حیاتیات سائنسی حقائق پر پچھلے بیس سالوں سے مطلع ہو رہے ہیں۔ آیئے اب دیکھیں کہ طہارت اور وضو سے کس طرح انسانی صحت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ وضو کے دو اہم فوائد ہیں۔

(الف) خون کی شریانوں کے عمل پر وضو کے اثرات :

خون کی شریانوں کا نظام دو بڑے حیاتیاتی اصولوں پر قائم ہے۔

پہلا اصول دل کا وہ کام ہے جس سے خون خلیاتی ریشوں کے ذریعے ایک ایک خلیہ تک پہنچتا ہے۔

دوسرا اصول جسم میں استعمال شدہ خون کو دل تک واپس پہنچاتا ہے۔

اگر ایک دفعہ یہ دو طرفہ دوران خون درہم برہم ہو جائے تو ڈائسٹالک (DIASTOLIC) میں خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ ڈائسٹالک دل کی دھڑکن کا وہ عمل ہے جس سے دل کا پٹھا کھچاؤ کے بعد ڈھیلا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے دل شریانوں سے واپس آنے والے خون سے دوبارہ بھر جاتا ہے۔ خون کے اس دباؤ سے بڑھاپے کے عمل میں تیزی آجاتی ہے اس دو طرفہ دوران خون کا سب سے اہم پہلوان رگوں یا شریانوں کا صحت مند عمل ہے۔ جس سے خون کو دل سے وریدوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ اور پھر بال سے باریک ترباقتوں (TISSUES) اور شریانوں سے خون کو دوبارہ دل تک پہنچایا جاتا ہے۔ خون کی بافتیں یا نسیں لچک دار ٹیوبوں سے مماثلت رکھتی ہیں۔ جو دل سے نکل کر بدن میں پھیلتی ہیں اور جوں جوں ان کا فاصلہ بڑھتا ہے اسی قدر اس کی شاخیں پتلی ہوتی جاتی ہیں۔ اگر یہ باریک ٹیوبیں سخت ہو کر اپنی لچک کم کر دیں تو دل پر دباؤ بڑھ جاتا ہے اس کو علم صحت کی اصطلاح میں (ARTERIOSCLEROSIS) یا شریانوں کا سخت ہونا کہا جاتا ہے۔

ہماری زندگی کے مختلف پہلوان شریانوں کے سخت، غیر لچک دار ہونے اور سکڑنے کا باعث ہوتے ہیں۔ طب کے علم میں یہ مضمون جو تیز تر بڑھاپے اور فرسودگی کی بنیاد ہے ایک الگ اور تحقیق طلب شعبہ ہے۔ غیر متناسب غذا اور

اعصابی رد عمل خون کی شریانوں اور باریک رگوں پر بے حد نقصان دہ طریقے سے اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگر خون کی رگوں کے سخت ہونے کے عمل کا بغور مطالعہ کیا جائے تو کیا کوئی ایسا عملی طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے جس سے اس زوال کو روکا یا کم کیا جاسکے ؟

خون کی نالیوں کا سخت، غیر لچک دار ہونا یا سکڑنا کوئی اچانک عمل نہیں ہے بلکہ یہ سلسلہ ایک لمبے عرصہ پر محیط ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ نالیاں جو دل سے دوری پر یعنی دماغ، پاؤں اور ہاتھوں میں ہوتی ہیں زیادہ اثر قبول کرتی ہیں۔ غیر لچک دار ہوکر سکڑنے کا عمل بتدریج بڑھتے بڑھتے خطرناک ہونے لگتا ہے۔

لیکن ہماری روزہ مرہ زندگی میں ایک خاص چیز ہے جو ایک طرح سے خون کی نالیوں کو متبادل طریقے سے پھیلنے اور سکڑنے کے عمل کے ذریعے ورزش مہیا کرتی ہے وہ خاص چیز ہے پانی۔ پانی درجہ حرارت کا اتار چڑھاؤ پیدا کرتا ہے گرم پانی خون کی ان نالیوں کو جو دل سے فاصلہ پر ہوتی ہیں کھول کر یا چوڑا کر کے لچک اور طاقت مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح سرد پانی ان کو سکڑنے کے عمل سے گزارتا ہے۔ اسی طرح ورزش کا یہ عمل ان غذائی اجزاء کو جو نسوں میں خون کی سست گردش کی وجہ سے جم جاتی ہیں دوبارہ خون کی گردش میں شامل کر دیتا ہے۔ یہ ٹمپریچر میں تبدیلی کے ذریعے ہی ممکن ہوتا ہے۔

ان سائنسی اور طبّی حقائق کو جاننے کے بعد آیت کریمہ میں دی گئی اس نصیحت کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ وضو میں ہاتھ پاؤں اور منہ کو دھولیا جائے۔ آیت کریمہ کے دوسرے حصے کا راز غالباً یہ حکمت ہے جس کی بنا پر کہا گیا ہے کہ "اللہ پوری کردے اپنی نعمت تم پر"

اللہ نے ہمیں خون کی گردش کا بیش بہا انعام عطا کیا ہے۔ اس کا ارشاد ہے کہ ہم وضو کریں تاکہ ہم پر اللہ کی نعمت اس طرح ہو کہ دوران خون اس طرح متناسب طریقہ سے قائم رہے کہ ہم مکمل طور پر صحت مند رہیں۔ ☆

(ب) وضو اور جسم کی ساکت برق :STATIC ELECTRICITY

جسم میں برق سکونی کا ایک توازن ہوتا ہے اور ایک صحت مند جسم کی فعالیت کا اس برقی توازن سے گہرا رشتہ ہوتا ہے۔ فضائی حالات اور پلاسٹک سے بنے ہوئے ملبوسات اور اشیاء ضرورت جو آج کل ایک بہت بڑا مسئلہ ہیں اس

☆ خادم التراث کو یاد ہے کہ استاد محترم مفتی اعظم مولانا عبدالقادر مرحوم سخت سردی میں بھی ہمیشہ ٹھنڈے پانی سے وضو کیا کرتے تھے اور غالباً اسی کے التزام کا اثر تھا کہ کافی عمر رسیدہ ہونے کے باوجود حیات مبارکہ کے آخری دن تک چہرے سے بڑھاپے کے آثار نہیں جھلکتے تھے۔ (عبدالوہاب)

توازن کو بری طرح متاثر کرتے ہیں۔ دردانگیز بیماریاں، جلدی امراض اور چہرے کی جھریاں اس کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ اس برق کی اثراندازی ہوتی ہے خاص طور پر جب ہم موٹر کار سے باہر نکل رہے ہوں یا جب کسی پلاسٹک کی کار میں بیٹھے ہوں۔ طوفانی موسم کا بھی اسی قسم کا اثر ہوتا ہے۔ آکو پنکچر (ACUPUNCTURE) اور پٹھوں کے علاج سے اس برقی عدم توازن کا علاج کیا جاتا ہے۔ ہم اس قسم کی تکالیف سے بچ سکتے ہیں اگر دن میں کئی دفعہ وضو کرتے ہوں۔ سکونی برق کے مسائل سے کئی قسم کی نفسیاتی بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔

سکونی برق کا سب سے زیادہ نقصان دہ اثر جلد کے نیچے نزدیک ترین چھوٹے چھوٹے پٹھوں پر اس تسلسل سے پڑتا ہے کہ بالآخر یہ کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وقت سے پہلے جھریاں پڑنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اور یہ کیفیت چہرے سے ہی شروع ہوتی ہے۔ یہ عمل تمام جسم پر بھی اثرانداز ہوتا ہے اس بات کا مشاہدہ ہمارے سامنے ہے جو کوئی بھی وضو کی عادت رکھتا ہے وہ یقیناً زیادہ صحت مند اور نتیجتاً زیادہ خوب صورت جلد کا مالک ہوتا ہے یا ہوتی ہے۔ ہمارے زمانے میں یہ ایک بیش بہا نعمت ہے کہ خوبصورتی کے لئے کروڑوں کے اخراجات کئے جا رہے ہوں مگر اس سے دس گنا زیادہ خرچ بھی وضو کی برکات کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

۳۔ زمین کی بیضوی شکل :(SEPHEROIDAL SHAPE OF THE EARTH)

﴿والارض بعد ذلك دحها o﴾ (النزعٰت ۳۰) ترجمہ :۔ اور پھر اس نے زمین کو بیضوی (شتر مرغ کے انڈے) کی شکل دی۔

اس آیت مبارکہ کی پرانی تشریحات میں اس کے معنی اس طرح ہیں۔ "اس نے زمین کو پھیلا دیا" تشریحات میں فرق لفظ "دحاہا" کے معنی میں اختلاف کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ عربی زبان میں اس لفظ کا ماخذ یا اشتقاق شتر مرغ سے نسبت رکھنے والے معانی سے ملتے جلتے ہیں۔ ☆

☆ مضمون نگار نے قدیم مفسرین کے قول کو جدید سائنسی نظریات پر پرکھ کر مرجوح قرار دینے کی کوشش کی ہے اگرچہ فہم کلام الٰہی میں اسلاف عظام سے آگے بڑھنے کا دعویٰ مذموم ہے۔ لیکن آج کے مادی والحادی دور میں اسلام اور سائنس کے مابین دشمنان دین کے مزعومہ تضاد کو غلط ثابت کرنا بھی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ خاص طور پر جب الفاظ قرآنی اس کی تائید کرتے ہوں۔ اسی بنا پر اس مضمون کو "التراث" میں جگہ دی جا رہی ہے۔

مفکرین اسلام اس باب میں یہ تاکید کرتے ہیں کہ جنون تطبیق میں حد سے گزرتے ہوئے قرآن پاک کے نصوص مبارکہ میں تاویل سے احتراز کیا جائے۔ (ادارہ)

آیئے !ان کی چند مثالیں دیکھتے ہیں :

الدحیة : شتر مرغ کا گھونسلہ یا ریت میں انڈے دینے کی جگہ۔

الدحوة : شتر مرغ کے انڈے کی جگہ۔

تدحة : ایک سوراخ میں پتھر ڈالنا۔

علم زبان کے ماہر (ETYMOLOGIST) شمس الدین نے ڈکشنری میں دحا کے معنی شتر مرغ کے انڈے کا سوراخ یا گڑھا بیان کیا ہے۔ جبکہ امام بیضاوی کے نزدیک بھی دحہا کے معنی بیضوی ہی ہیں۔

دحہا کے معنی پھیلانے کے مفہوم میں ضرور تابیان کئے گئے ہیں یہ لفظ کے اصل معنی نہیں ہیں۔ پرانے وقتوں میں چونکہ دحہا کے لئے انڈے کی شکل کا ہونا بے معنی سمجھا گیا۔ اس لئے اس کو پھیلانے کے معنی دئے گئے۔

دحہا کے اصل معنی شتر مرغ کے انڈے کے ہیں۔ علم زبان کے اصولوں کے تحت تمام عربی ڈکشنریوں نے دحہا کو شتر مرغ کے انڈے کے گڑھے یا سوراخ کے مترادف قرار دیا ہے۔ دوسری طرف یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ جنھوں نے اس آیت مبارکہ کی تشریح کے سلسلے میں ''پھیلانے'' کا مفہوم لیا ہے وہ بھی مکمل طور پر غلطی کے مرتکب نہیں ہوئے۔ یہ ثانوی معنی ہیں اور قابل قبول ہیں۔

اس آیت کی تعبیر کا زمین کی بیضوی شکل کی نسبت سے تعلق درج ذیل ہے:

(الف) تمام مخلوقات کے انڈوں میں سے شتر مرغ کا انڈا ہی ہے جو کرّے سے نزدیک ترین مشابہت رکھتا ہے۔

(ب) کرہ زمین کے شمالی اور جنوبی قطبین کا قطر ڈائیا میٹر زمین کے خط استوا کی طرف سے قطر کی نسبت سے زمین کی جو شکل بناتا ہے وہ بیضوی ہی ہے۔ خاص طور پر یہ زمینی صورت پر کچھ بگڑی ہوئی سی ہے جیسے کہ ناشپاتی کی شکل ہوتی ہے اسے جی اوئڈ (GEOID) کہتے ہیں۔ زمین کا استوائی محیط (RADIUS) 6378 کلو میٹر ہے جبکہ قطبین کا محیط 6356 کلو میٹر ہے۔

(ج) یہ آیت مبارکہ واضح طور پر زمین کی شکل گولائی میں ظاہر کرتی ہے مزید برآں اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ زمین اپنی ابتدائی صورت میں موجودہ شکل میں نہیں تھی۔ دراصل زمین کی سطح سخت ہونے (SOLIDIFICA-TION) سے قبل زمین کی کوئی مخصوص شکل نہیں تھی۔ کائناتی طبیعیات کے مطابق زمین کی تخلیق سے متعلق دو نظریات ہیں۔ ایک نظریئے کے مطابق زمین ابتداء میں سورج کا حصہ تھی جو ایک ٹکڑے کی طرح اچھل کر علیحدہ ہوگئی۔ جبکہ دوسرا نظریہ یہ بتاتا ہے کہ سورج اور زمین دونوں ہی ایک سحابیہ (NEBULA) یعنی بادلوں والی تنویری پٹی